تقابلِ کلامِ مصحفیؔ در تذکرۂ ہندی

ڈاکٹر زاہرہ نثار

سینئر مدیر/اسسٹنٹ پروفیسر

اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

A COMPARATIVE STUDY OF MUSHAFI'S
POETRY IN 'TAZKIRA-E-HINDI'

Zahra Nisar, PhD
Senior Editor/ Assistant Professor
UEI, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Ghulam Hamdani Mushafi was a prominent poet and Tazkira writer of Urdu. His major poetic collection represents the Lakhnavi school of thought. His poetic collection consists of eight Urdu and three Persian divans. He employed a different dialect in his poetry. His poetic clashes with Insha were very famous which gave his poetry a very interesting tinge. His poetic collection in Tazkira-e-Hindi is valuable and when compared with his divan, a wide difference comes forth. The article is an attempt to trace out these differences in a balanced way.

Keywords:

غلام ہمدانی مصحفی، عمدۂ منتخبہ، سخنِ شعراء، گلشنِ ہند، تذکرۂ ابنِ طوفان،
مجمع الانتخاب، تذکرۂ شعراء، شاہ جہان آباد

غلام ہمدانی مصحفیؔ ۱۱۶۰ھ/۷۴۷ا۱ء میں پیدا ہوئے۔ کہاں پیدا ہوئے اس حوالے سے تذکرہ نگاروں کے ہاں مختلف آرا ملتی ہیں۔ **عمدۂ منتخبہ**، **سخنِ شعراء**، **گلشنِ ہند**، **گلشنِ سخن** میں انھیں امروہہ کا باسی قرار دیا گیا ہے اور تذکرہ **ابنِ طوفان** اور **مجمع الانتخاب** میں ان کا مولد شاہ جہان آباد لکھا ہے۔ میر حسن (۱۷۱۷-۱۷۸۶ء) نے اپنے **تذکرۂ شعراء** مکتوبہ ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء میں ان کا مولد اکبرپور بتایا ہے جو دہلی سے متصل ہے۔(۱) اسی طرح مصحفیؔ کے سالِ ولادت اور سالِ وفات کا قضیہ ڈاکٹر جمیل جالبی (۱۹۲۹-۲۰۱۹ء) نے درجِ ذیل الفاظ میں حل کیا ہے:

> ”۔۔۔اپنے آخری دیوان ہشتم کے ایک شعر میں بھی مصحفی نے اپنی عمر ۸۰ سال بتائی ہے:
>
> ہمیں اے مصحفیؔ اسی برس میں	نہیں اب اعتمادِ عمرِ فانی
>
> ۔۔۔مصحفیؔ کا سالِ وفات ۱۲۴۰ھ ہے اور اگر ۱۲۴۰ھ میں وہ اسّی سال کے تھے تو اس سے بھی سالِ ولادت وہی سامنے آتا ہے جو ہم نے متعین کیا ہے یعنی ۱۱۶۰ھ۔“ (۲)

مصحفیؔ بچپن سے ہی ذوقِ شعری رکھتے تھے۔ اردو، فارسی کے ساتھ عربی زبان میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ وہ پیدائشی شاعر تھے۔ دس بارہ سال کی عمر سے شعر موزوں کرنے لگے۔ تحصیلِ علم کا شوق ساری عمر رہا۔ میرؔ (۱۷۲۳-۱۸۱۰ء)، شاہ حاتمؔ، محمد حسن قتیلؔ (۱۷۵۸-۱۸۱۸ء)، میر محمدی بیدارؔ (۱۷۳۲-۱۷۹۶ء)، مرزا مظہرؔ جانِ جاناں (۱۶۹۹-۱۷۸۱ء) کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ لکھنؤ کی فارغ البالی اور خوش حالی نے مصحفیؔ کو اپنی جانب کھینچا۔ چناں چہ غلام علی خاں کی مصاحبی میں وہ لکھنؤ گئے۔ بعد ازاں محمد حسن قتیلؔ انھیں بے تابؔ کے ہاں لے گئے۔ مصحفیؔ جہاں دار شاہ سے وابستہ ہونا چاہتے تھے تاہم قسمت نے یاوری نہ کی۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ اُن کے قیامِ لکھنؤ میں انھیں اپنی زندگی کے تین اہم معرکوں سے واسطہ پڑا۔ جرأتؔ (۱۷۴۸-۱۸۰۹ء)، انشاؔ (۱۹۲۷-۱۹۷۸ء) اور شاگردانِ سوداؔ (۱۷۱۳-۱۷۸۰ء) کے مصحفیؔ کے ساتھ ہونے والے شعری معرکے اپنی جگہ یادگار ہیں۔

مصحفیؔ صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ اردو اور فارسی ہر دو زبانوں میں اُن کے دواوین موجود ہیں۔ فارسی کے تین دیوانوں کے علاوہ آٹھ اردو دواوین، اصناف کے لحاظ سے قصائد، رباعیات، قطعات، مثنویات اور غزلیات پر مشتمل ہیں۔ تذکرہ نویسی بھی مصحفیؔ کا تخصص ٹھہرتی ہے۔ انھوں نے اردو اور

فارسی شعرا کے حوالے سے تین تذکرے لکھے ہیں: **عقدِ ثریا** (۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء)، **تذکرۂ ہندی** (۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء) اور **ریاض الفصحاء** (۱۲۳۶ھ/۱۸۲۰ء)۔ **عقدِ ثریا** فارسی گو شعرا جب کہ **تذکرۂ ہندی** اردو گو شعرا کا تذکرہ ہے۔ جب کہ **ریاض الفصحاء** میں فارسی گو، اردو و فارسی گو اور اردو گو شعرا کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ تینوں تذکروں کی زبان فارسی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں **تذکرۂ ہندی** موضوعِ بحث ہے۔

تذکرۂ ہندی کا ایک قلمی نسخہ رضا لائبریری رام پور مکتوبہ ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء برٹش میوزیم لائبریری میں موجود ہے۔ اسی تذکرے کا ایک نسخہ مکتوبہ محسن علی محسنؔ مؤلف **سراپا سخن** رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔ خدا بخش اورینٹل لائبریری پٹنہ میں بھی ۱۲۳۸ھ کا مکتوبہ نسخہ موجود ہے **تذکرۂ ہندی** کا مسودۂ اوّل کا نسخہ ندوۃ العلما لکھنؤ میں محفوظ ہے جسے ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری (۱۸۶۹۔۱۹۴۱ء) نے **تذکرۃ الشعراء** کے نام سے مرتب کر کے لکھنؤ سے ۱۹۸۰ء میں شائع کیا۔(۳)

تذکرۂ ہندی کا آغاز ۱۱۹۴ھ کے لگ بھگ ہوا جس کی داخلی شہادت احقرؔ اور خاکسارؔ کے تراجم میں میر حسن کو ''سلمہ اللہ تعالیٰ'' لکھنے سے ملتی ہے۔ گویا جب انھوں نے میر حسن کا ترجمہ لکھا تو ۱۲۰۱ھ سے پہلے لکھا جب وہ زندہ تھے۔ اسی طرح حاتمؔ (۱۶۹۹۔۱۷۸۳ء) اور میر دردؔ (۱۷۲۰۔۱۷۸۵ء) کے تراجم سے بھی اس کے آغاز کی داخلی شہادت ملتی ہے۔ دو قطعاتِ تاریخ سے تذکرے کے سالِ اختتام کا پتا چلتا ہے۔ ''یک ہزار و دو صد و نہ'' ہجری عبارتی تاریخ ہے جب کہ ''جلدِ بے نظیر'' سے ۱۲۰۹ھ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔(۴)

تذکرۂ ہندی کے مآخذ تذکروں میں **تذکرۂ میر حسن**، **مخزنِ نکات**، **تذکرۂ ریختہ گویاں** اور **مجموعۂ نغز** شامل ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے اس تذکرے کے مشمولات اور صاحبِ تذکرہ کے حوالے سے بڑی جچی تلی رائے دی ہے:

> ''۔۔۔اکثر حالات وہ ہیں جن کے وہ عینی شاہد ہیں یا انھوں نے خود اپنے معاصرین سے دریافت کیے ہیں۔ اس طرح یہ تذکرہ معاصر شعرا کے تعلق سے ایک ایسے شاعر کے قلم سے نکلا ہے جو اس دور میں نہ صرف مسلم الثبوت استاد کی حیثیت رکھتا ہے بل کہ اپنے دور کی ہر قابلِ ذکر ادبی محفل اور مشاعروں، مطارحوں میں شریک ہوا ہے اور جس

کے بیش تر معاصر شعرا سے مراسم ہیں۔ **تذکرۂ ہندی** اس لیے بھی اردو شعرا کا ایک اہم تذکرہ ہے۔"(۵)

تذکرۂ ہندی کے ذریعے اس زمانے کے ادبی مذاق، سخن گوئی کے معیارات، شعرا کے سوانحی کوائف اور اندازِ فکر کے بارے میں بہت سی نئی معلومات ملتی ہیں۔ مصحفی کا حاتم سے لے کر شاہ نصیر سے ذاتی میل ملاپ تھا۔ انھوں نے میر درد، سودا، فغاں، قائم (۱۷۲۲۔۱۷۹۳ء)، جرأت، سوز (۱۷۲۰۔۱۷۹۹ء)، بقا، انشا، حسن کے ساتھ ساتھ نو مشق شعرا آتش (۱۷۷۷۔۱۸۴۸ء)، ناسخ (۱۷۷۲۔۱۸۳۸ء)، رنگین (۱۷۵۶۔۱۸۳۵ء)، خلیق (۱۷۶۶۔۱۸۴۴ء) اور افسوس کے ساتھ ساتھ کثیر تعداد میں اپنے تلامذہ کے تراجم، شاملِ تذکرہ کیے ہیں۔ یہ معلومات چوں کہ ذاتی نوعیت کی ہیں، اس لیے اس تذکرے کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مولوی عبدالحق (۱۸۷۰۔۱۹۶۱ء) نے اس تذکرے کے مقدمے میں اُس زمانے کی شعر و شاعری، اردو ادب کے اتار چڑھاؤ کے احوال کو رقم کیا ہے۔ مثلاً حاتم کی زبان دانی، ولی کے دیوان کی دہلی میں آمد، عوام میں اس کی مقبولیت، ایہام گوئی پر اردو شاعری کی بنیاد رکھنا، حاتم کا استادِ جگت ہونا جیسی وقیع معلومات اس تذکرے کا حصّہ ہیں۔(۶)

تذکرۂ ہندی میں ۱۹۳ شاعروں کے تراجم اور انتخابِ کلام شامل ہے جس میں نثر کا حصہ مختصر اور انتخابِ کلام طولانی ہے۔ یہ تذکرہ بہ اعتبارِ حروفِ تہجی ترتیب دیا گیا ہے تاہم اس کے آخر میں پانچ شاعرات کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ یوں یہ تذکرہ موتی کے ذکر پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔(۷) ڈاکٹر سید عبداللہ (۱۹۰۶۔۱۹۸۶ء) مصحفی کے تذکروں کے محاسن کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"۔۔۔ مصحفی کے تذکروں کی زبان صاف اور سادہ ہے۔ تکلف اور عبارت آرائی سے کام نہیں لیا۔ وہ بے جا طول سے پرہیز کرتے ہیں۔ شعرا کے متعلق جو رائیں ظاہر کی ہیں ان میں تنقیدی عنصر گو کم ہے مگر اکابر شعرا کے متعلق ان کی آرا وقعت کے قابل ہیں اور انصاف یہ ہے کہ انشا کے متعلق انھوں نے جو کچھ لکھا ہے سچ سچ لکھا ہے اور ذاتی اختلافات کو اثر انداز ہونے کا موقعہ نہیں دیا۔"(۸)

ناصر (۱۹۲۵۔۱۹۷۲ء) نے **تذکرۂ خوش معرکۂ زیبا** میں مصحفی کے ترجمے میں حالات و کوائف اور انتخابِ کلام شامل کیا ہے۔ انھوں نے مصحفی کو مسلم الثبوت استاد تسلیم کیا ہے(۹)

گلشنِ بے خار(۱۰) اور **مجموعۂ نغز**(۱۱) میں بھی اُن کے تراجم ملتے ہیں۔ مصحفی کی استادی گویا مسلم الثبوت ہے۔ مصحفیؔ کے شعری دواوین کی کثرت یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ شاعرِ بسیار گو تھے۔ تاہم **تذکرۂ ہندی** میں انھوں نے اپنے صرف تین دواوین سے انتخابِ کلام شامل کیا ہے۔ مصحفیؔ کے دواوین اور **تذکرۂ ہندی** میں شامل کلام کا تقابل یہ ظاہر کرتا ہے کہ دونوں میں تفاوتِ اشعار موجود ہے۔

تذکرۂ ہندی میں شامل مصحفیؔ کے تینوں دواوین کے اشعار کا تقابل اُن کی کلیات سے کریں تو ان کے تینوں دواوین کے کل ۹۴ منتخب اشعار میں سے ۳۱، اشعار دیوانِ اوّل، ۳۴، اشعار دیوانِ دوم اور ۲۹، اشعار دیوانِ سوم سے شاملِ ترجمہ کیے گئے ہیں۔ ان تمام اشعار میں سے ۵۲ اشعار ہو بہ ہو **کلیاتِ مصحفیؔ** سے مطابقت رکھتے ہیں جب کہ بقیہ ۴۲، اشعار اختلافِ نسخ کا شکار ہیں۔ **کلیاتِ مصحفیؔ** سے **تذکرۂ ہندی** کے ان اشعار کا تقابل درجِ ذیل ہے:

دیوانِ اوّل

سمجھے وہ **صید** خستہ مرے اضطراب کو　　　**سینہ** میں جس کے ٹوٹ کے پیکان رہ گیا (۱۲)

شعرِ مذکور **کلیاتِ مصحفیؔ**، دیوانِ اوّل کی غزل نمبر ۱۳۰ میں شامل ہے جب کہ اس شعر کا اندراج غزل نمبر ۱۳۱ کے مطلع کے بعد ہوا ہے۔ مطلع اور اس شعر کے بعد مذکور آخری دو شعر غزل نمبر ۱۳۱ کے تحت **کلیاتِ مصحفیؔ** میں درج ہیں۔ ''صید'' اور ''مرغ''، دونوں الفاظ کا استعمال اس شعر میں موزوں دکھائی دیتا ہے۔ البتہ یہ کہنا مشکل ہے کہ مصحفیؔ کی آخری ترجیح کیا تھی۔

شوخی تو دیکھ تیر کو **سینہ** سے کھینچ کر　　　کہتا ہے **میرے** تیر کا پیکان رہ گیا (۱۳)

''سینہ'' اور ''سینے'' میں فرقِ امالہ ہے ''میرے'' کے استعمال سے محبوب گفت گو کرتا دکھائی دیتا ہے اور درست بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ پہلے مصرعے میں عاشق کا یہ کہنا کہ محبوب کی شوخی تو دیکھ کہ تیر کو سینے سے کھینچ کر کہہ رہا ہے۔ دوسرا مصرع یہ بتاتا ہے کہ محبوب یہ کہہ رہا ہے کہ میرے تیر کا پیکان تیرے سینے میں رہ گیا ہے۔ اس لیے ''تیرے'' کی جگہ ''میرے'' کا محل درست ہے۔

مارے خوشی کے کود پڑا میں تو مصحفیؔ　　　شب پاس میرے اُس کا **دوالمیان** رہ گیا (۱۴)

"دلمیان" بدون واؤ لکھا ہے اور دال پر پیش متصور کی ہے۔

نزاکت **کو** نظر کیجو کہ کل اُس نے شبِ مہ میں
چھپایا چاند سے مکھڑے کو اپنی آفتابی سے (۱۵)

"کو" بہ جائے "پر"۔ "پر" ہی درست معلوم ہوتا ہے۔

جو میرا دل نہیں جلتا تو پیارے میرے پہلو سے
اٹھا لیتا ہے تو کیوں ہاتھ کو رکھ کر شتابی سے (۱۶)

کلیاتِ مصحفیؔ میں "پر" درج ہے جو موزوں معلوم نہیں ہوتا۔

مکانِ مصحفیؔ اس کو نہ سمجھو آپ **گا** گھر ہے
تکلف کچھ نہیں کھل بیٹھئے **یہاں** بے حجابی سے (۱۷)

کلیاتِ مصحفیؔ میں "کا" ہے۔ "گا" مسودہ خوانی کی غلطی معلوم ہوتا ہے۔ "یاں" اور "یہاں" میں قدیم اور جدید املا کا فرق ہے۔

قدغن ہے کہ در تک کوئی **یہاں** آنے نہ پاوے
اور بے خبر آوے بھی تو پھر جانے نہ پاوے (۱۸)

وہاں وزنِ دیوار بھی اب بند ہوئے ہیں
تا **سینہ** کے روزن کوئی دکھلانے نہ پاوے (۱۹)

"یاں"، "یہاں" اور "واں" "وہاں" میں قدیم وجدید املا کا فرق ہے۔ جب کہ "سینہ" اور "سینے" میں فرقِ امالہ ہے۔

کیا خاک کرے سحر ترے نقشِ قدم کے
جو خاک بھی اُس **کوچہ** سے لے جانے نہ پاوے (۲۰)

"کی" بہ اعتبارِ تانیث درست ہے۔ "کوچہ" اور "کوچے" میں فرقِ امالہ ہے۔

نو بہار اس میں **تو** کرتے ہم بھی دعوائے جنوں
مثلِ گل چاکِ گریباں ہم سے دست آویز تھا (۲۱)

دوسرے مصرع میں ''کو'' درست معلوم نہیں ہوتا۔ پہلے مصرع میں ''جو'' درست معلوم ہوتا ہے۔

دیوانِ دوم

صبا جو پوچھے خبر مصحفیؔ کی تجھ سے وہ شوخ
کہیو ہنس کے میں صدقے ترے نثار ہوا (۲۲)

یہاں مصرعِ دوم میں تقلیبِ الفاظ ہے۔

شب ترے کوچہ میں کوئی کہتے ہیں مر کر رہ گیا
تو نہ آیا اور وہ **مسکین** آہ بھر کر رہ گیا (۲۳)

کلیاتِ مصحفیؔ ''مسکیں'' بہ جائے ''مسکین''۔ بدون ''نون'' ہی درست ہے۔

پردا اُٹھا کے اُس نے جو سینہ دکھا دیا
میں چاک کر کے اپنا گریباں **اوڑا** دیا (۲۴)

''اُڑا'' در **کلیاتِ مصحفیؔ**، دونوں الفاظ میں قدیم وجدید املا کا فرق ہے۔

خدا جانے پڑی ہے آنکھ **وہاں** کس بے محابا کی
کئی دن سے جو روزن بند ہے اس کے نظارے کا (۲۵)

''واں'' در **کلیاتِ مصحفیؔ**، قدیم وجدید املاء کا فرق ہے۔

داغ دیکھے تھا **کھڑے** لالۂ صحرائی کا
زور عالم نظر آیا **تری** سودائی کا (۲۶)

''کھڑا'' در **کلیاتِ مصحفیؔ** درست معلوم ہوتا ہے جب کہ مصرعِ دوم میں بہ فرقِ تذکیر وتانیث، ''ترے'' درست ہے بہ جائے ''تری''۔

کبھی اُس تازہ گل بن ہم جو رخت اپنا بدلتے ہیں
ملیں ہیں عطر **کو** لیکن کفِ افسوس ملتے ہیں (۲۷)

''تو'' در **کلیاتِ مصحفیؔ** درست معلوم ہوتا ہے۔

جو خط بھیجوں تو خط کو آگ پر رکھ دے ہے وہ **ظالم**
جو قاصد جائے تو قاصد کے واں پتّے نکلتے ہیں (۲۸)

اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷، شمارہ ۱، مسلسل شمارہ: ۳۶۳، سال ۲۰۲۲ء

''ظالم'' کے استعمال میں وہ شدت نہیں ہے جو ''کافر'' میں ہے۔ بہ اعتبارِ موزونیت ''کافر'' درست معلوم ہوتا ہے۔

کچھ ان روزوں تو میں یہ رنگ دیکھا **اُس کے کوچہ میں**

کبوتر تکّے ہوتے جاتے ہیں مکتوب جلتے ہیں (۲۹)

''اس کی مجلس کا'' درست ہے کیوں کہ دوسرے مصرع میں مکتوب کا جلنا اور کبوتر کا تکہ ہو جانا مجلس سے مناسبت رکھتا ہے جہاں شمع جلتی ہے۔ کوچے میں شمع کے جلنے کی کوئی شعری روایت دکھائی نہیں دیتی۔ اس لیے مجلس سے شمع کی مناسبت سے جلنے کا عمل وقوع پذیر ہوا ہے۔

باتوں میں **اب** ہنس ہنس نِت زہر گھولتے ہیں

ہم سے ہی بے حیا ہیں جو تم سے بولتے ہیں (۳۰)

یہ نئی غزل کا مطلع ہے جو ماقبل اشعار کے ساتھ آگیا ہے۔ ''کلیاتِ مصحفی'' میں ''آپ'' بہ جائے ''اب''۔ مصرعے کی موزونیت کے لحاظ سے ''آپ'' درست معلوم ہوتا ہے۔

دامن اُٹھا کے چلتے ہو **مرے** مزار **سے** عبث

خاک میں **مَیں تو** مل گیا کس سے اب احتراز ہے (۳۱)

''مرے'' کی جگہ ''میرے'' زیادہ فصیح ہے۔ ''سے'' کی جگہ ''پر'' در **کلیاتِ مصحفی** درست معلوم ہوتا ہے۔ ''مَیں تو'' کی جگہ ''تو مَیں' درست معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ اس سے پہلے ''خاک میں'' کے بعد دوبارہ ''مَیں'' آنے سے تکرارِ ''میں'' کا گمان ہوتا ہے۔

شرطِ یاری یہی ہوتی ہے کہ بس پھر گئے **اب** چار دن مہر و محبت کا مزا دکھلا کر (۳۲)

''آپ'' در **کلیاتِ مصحفی** معنوی اعتبار سے درست معلوم ہوتا ہے۔

حسن کہتا ہے اُسے پردہ اُٹھا دے پر شرم **یہ** سکھاتی کہ لے منہ کو چھپا دکھلا کر (۳۳)

''یوں'' در **کلیاتِ مصحفی** درست معلوم ہوتا ہے۔ ''یوں'' میں مُنہ چھپانے کا طریقہ مخفی ہے جب کہ ''یہ'' کے استعمال سے شعری تاثیر میں کمی واقع ہوتی ہے۔

اُن کے ہاتھوں سے بھلا کیوں کے کوئی بچ نکلے لیویں جو دل کو **لبھلا** رنگ حنا دکھلا کر (۳۴)

''لبھا'' در **کلیاتِ مصحفی** درست ہے۔''لبھلا'' کتابت کی غلطی معلوم ہوتا ہے۔

دیوانِ سوم

کیا دید میں عالم کی کروں جلوہ گری کا   **یہاں** عمر کو وقفہ ہے چراغِ سحری کا (۳۵)

''یاں'' اور ''یہاں'' میں قدیم وجدید املا کا فرق ہے۔

جو دیکھے ہے نقشہ کو ترے وہ یہ کہے ہے   سارا بدن انساں کا چہرہ ہے پری کا (۳۶)

کلیاتِ مصحفی میں مصرعِ ثانی بہ تخصیصِ واوین آیا ہے۔

کھڑا نہ سن کے صدا میری ایک **بار** رہا   میں رہروانِ عدم کو بہت پکار رہا (۳۷)

''بار'' ہی درست ہے۔**کلیاتِ مصحفی** میں ''یار'' کتابت کی غلطی معلوم ہوتا ہے۔

خیالِ یار جو شب میرا ہم کنار رہا   تمام شب میں اُسی کے گلے کا حال رہا (۳۸)

یہ مطلع کا شعر اور ایک نئی غزل ہے جو شعرِ مطلعِ مذکور کے تحت آئی ہے۔اس شعر کے بعد اسی غزل کا ایک اور شعر **تذکرۂ ہندی** میں درج ہے۔

چھپ چھپ کے وہ گھر غیر کے مہمان گیا تھا   چوری کی نظر میں وہیں پہچان گیا تھا (۳۹)

''جب'' در **کلیاتِ مصحفی** موزونیت کے اعتبار سے درست معلوم ہوتا ہے۔

میں **ہوں وہ** کشتۂ ناچیز گلی میں اُس کی   جس کا خورشید نے روزن سے نظارانہ کیا (۴۰)

''وہ ہوں'' در **کلیاتِ مصحفی** بہ اعتبارِ تاثیر زور درست ہے۔

جوں جوں کہ پڑیں منہ پہ ترے مینہ کی یہ بوندیں

جوں لالۂ تر حسن ترا اور بھی چمکا (۴۱)

در **کلیاتِ مصحفی** مصرعِ اولیٰ بہ دون ''یہ'' آیا ہے اور بہ اعتبارِ وزن درست ہے۔

دھویا نہ گیا خون مرا تیغ سے **تیری**   کم بخت یہ پانی جو پڑا اور بھی چمکا (۴۲)

''دھویا'' در **کلیاتِ مصحفی** جدید املا کے ساتھ آیا ہے۔''تیری'' کی جگہ ''اس کی'' کا محل بہ اعتبارِ موزونیت درست ہے۔

سو گیا تھا شام وہ رکھ کر جبیں پر پشتِ دست   دیکھ اُسے خورشید نے **ماری** زمیں پر پشتِ دست (۴۳)

پہلے مصرعے میں محبوب کے جبیں پر پشتِ دست رکھنے کی رعایت سے خورشید کا زمین پر پشتِ دست رکھنا زیادہ فصیح وموزوں ہے بہ جائے ''ماری''۔

سانپ سی مُہری کے زہ جورات لہرانے **لگے**
کیا جھجک کر اُس نے ماری آستیں پر پشتِ دست (۴۴)

لفظ ''مہری'' کی تانیث کے اعتبار سے **کلیاتِ مصحفیؔ** میں ''لگی'' کا محل درست معلوم ہوتا ہے۔

بیٹھے ہے جو کوئی اُس بُتِ پُر فن کے برابر
اُس دوست کو ہم **سمجھے** ہیں دشمن کے برابر (۴۵)

''ہیں'' کی جمع کے ساتھ ''سمجھیں'' کا محل درست ہے۔

کیا جانئے اُس تیغ کو کیا **سوجھی** ہے اس دم
پھر جائے ہے آ آ کر جو گردن کے برابر (۴۶)

''سوجھے'' اور ''سوجھی'' کے استعمال میں فرقِ تذکیر وتانیث ہے۔ ان کا دونوں طرح سے استعمال بہ اعتبارِ وزن درست ہے۔ یہاں یہ قیاس مشکل ہے کہ مصحفیؔ کی ترجیح کیا ہے۔

کفک کا کس **کی** نقشا یاد آیا اس کو گلشن سے
چلی پاؤں تلے پھولوں کو کیوں بادِ صبا مل کر (۴۷)

کلیاتِ مصحفیؔ میں ''کفک'' کو مذکر باندھنے کے سبب ''کے'' آیا ہے بہ جائے ''کی''۔

کچھ ایسی ہوگئی حالت مری شب جس سے غش آیا
بدن سے آئے تھے یوں تو وہ **بٹنہ** بارہا مل کر (۴۸)

''بٹنا'' اور ''بٹنہ'' میں فرقِ املا ہے۔

مل آئے ہو ہاتھوں سے تم اپنے　　　یا **خون** کسی تازہ آشنا کا (۴۹)

''خوں'' در **کلیاتِ مصحفیؔ** درست معلوم ہوتا ہے۔

چہرے پہ نظر نہیں ٹہرتی　　　اللہ رے تری صفائے صورت (۵۰)

''ٹہرتی'' اور ''ٹھہرتی'' میں قدیم وجدید املا کا فرق ہے۔

اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷، شمارہ ۱، مسلسل شمارہ: ۳۶۳، سال ۲۰۲۲ء

تذکرہ ہندی کا کلیاتِ مصحفیؔ سے تقابل یہ ظاہر کرتا ہے کہ مصحفیؔ کے ترجمے میں شامل تمام اشعار کلیات سے کلّی مطابقت نہیں رکھتے۔ یہ تقابل اشعار کے مصاریع، چند الفاظ یا محض ایک لفظ سے اختلاف کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ کہیں قدیم وجدید املا کا فرق بھی دکھائی دیتا ہے۔ تقابل کے دوران یہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ شعر کی معنویت اور ممکنہ طور پر شاعر کی ترجیح کو مدِّ نظر رکھا جائے۔ یہ بیّن ہے کہ تذکرہ جس دور میں لکھا گیا، اس پر مصحفیؔ نے نظر ثانی کی۔ اسی طرح دواوین کے اشعار بھی نظر ثانی یا تبدیلی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ممکنہ حد تک درست معانی کی سمت اشارہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ منشاے مصنف کا تعین کرنا اس مضمون کا مطمحِ نظر نہیں ہے بل کہ شعر کے معنوی امکانات کو ملحوظ رکھ کر ذاتی رائے پیش کی گئی ہے۔ مصحفیؔ کے کلام کے تقابل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کے اشعار کی ممکنہ طور پر درست صورت سامنے لانے کے لیے میدانِ تحقیق کے سر برآوردہ اشخاص کے لیے ایک اور دَر وا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) میر حسن، تذکرہ شعرائے ہندی، مرتبہ حبیب الرحمن شروانی، (دہلی: انجمنِ ترقیِ اردو ہند، ۱۹۴۰ء)، ۱۶۸۔

(۲) جمیل جالبی، تاریخِ ادبِ اردو (جلد سوم)، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، جون ۲۰۰۶ء)، ۱۷۷۔

(۳) ایضاً، ۱۹۷۔

(۴) مصحفیؔ، غلام ہمدانی، تذکرۂ ہندی، مرتبہ مولوی عبدالحق، (اورنگ آباد: انجمنِ ترقیِ اردو، ۱۹۳۳ء)، ۲۸۲-۲۸۳۔

(۵) جمیل جالبی، تاریخِ ادبِ اردو (جلد سوم)، ۲۰۳۔

(۶) مصحفیؔ، غلام ہمدانی، تذکرۂ ہندی، مقدمہ از مولوی عبدالحق، الف تا نون۔

(۷) فرمان فتح پوری، اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، نومبر ۱۹۷۲ء)، ۱۹۸۔

(۸) سید عبداللہ، شعرائے اردو کے تذکرے، (لاہور: مکتبہ خیابانِ ادب، طبع دوم دسمبر ۱۹۶۸ء)، ۴۲-۴۳۔

(۹) ناصرؔ، سعادت خاں، مرتبہ مشفق خواجہ، تذکرہ خوش معرکۂ زیبا، (لاہور: مجلس ترقیِ ادب، اپریل ۱۹۷۰ء)، ص ۳۵۰۔

(۱۰) شیفتہؔ، نواب مصطفی خاں (اردو ترجمہ)، گلشنِ بے خار، (کراچی: نفیس اکیڈمی، دسمبر ۱۹۶۳ء)، ۲۵۲-۲۵۷۔

(۱۱) قاسمؔ، قدرت اللہ، مجموعۂ نغز، جلد دوم مرتبہ حافظ محمود شیرانی (دہلی: نیشنل اکاڈمی، اکتوبر ۱۹۷۳ء)، ۱۸۸-۱۹۵۔

(۱۲) نورالحسن نقوی (مرتبہ)، کلیاتِ مصحفیؔ (دیوانِ اوّل)، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، جون ۱۹۶۸ء)۔

ا:............................ ----------------------مرغِ----------------

ب:............................ سینے--

(۱۳) ا:............................ ----------------------سینے----------------

کلیاتِ مصحفیؔ (دیوانِ اوّل)

ب: ---------تیرے-------------------------

(۱۴) ب:........................ ----------------------------دلمیاں------------

(۱۵) ا:........................ -------------پر ----------------------

(۱۶) ا:........................ -------------پر

(۱۷) ا:........................ -------------کا-----------

ب:........................ ------------یاں-------------

(۱۸) ا:........................ -----------یاں-----------

(۱۹) ا:........................ واں----------------------------

ب:........................ ---------سینے------------------

(۲۰) ا:........................ ----------------------------کی

ب:........................ --------کوچے----------------

(۲۱) ا:........................ ----------جو-----------------

ب:........................ ----------کو-----------------

(۲۲) نورالحسن نقوی(مرتبہ)، کلیاتِ مصحفی (دیوانِ دوم)، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، جنوری ۱۹۶۹ء)۔

.......................ب: -------------ہنس کے کہیو-------------

(۲۳) ....ب: -------------مِسکیں-------------

(۲۴) ....ب: -------------اُڑا-------------

(۲۵) ....ا: -------------واں-------------

(۲۶) ....ا: -------------کھڑا-------------

.......................ب: -------------ترے-------------

(۲۷) ....ب: -------------تو-------------

(۲۸) ....ا: -------------------------کافر

(۲۹) ....ا: -------------------------کی مجلس کا

(۳۰) ....ا: -------------آپ-------------

(۳۱) ....ا: -------------میرے--------پر------

.......................ب: -------------تومیں-------------

(۳۲) ....ا: -------------------------آپ

(۳۳) ....ب: یوں-------------------------

(۳۴) ....ب: -------------لبھا-------------

(۳۵) نورالحسن نقوی(مرتبہ)کلیاتِ مصحفی(دیوانِ سوم)، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، اپریل ۱۹۷۱ء)۔

.......................ب: یاں-------------------------

(۳۶) ....ب: ”-------------------------“

(۳۷) ....ا: -------------یار-------------

(۳۸) یہ نئی غزل ہے مطلع کا شعر درمیان میں آگیا ہے۔

(۳۹) ....ا: جب-------------------------

(۴۰) ....ا: -------------وہ ہوں-------------

(۴۱) ....ا: -------------یہ---------

(۴۲) ....ا: دھویا-------------------------اس کی

(۴۳) ....ب: -------------رکھ دی-------------

(۴۴) ....ب: -------------------------لگی

(۴۵) ....ب: ---------------- سمجھیں----------------

(۴۶) ....ا: -------------------- سوجھے------------

(۴۷) ....ا: --------------کے------------------------

(۴۸) ....ب: ----------------------- بٹنا--------------

(۴۹) ....ب: --------------- خوں--------------------

(۵۰) ....ا: چہرے--------------------------- ٹھہرتی

❖❖❖